

خطبہ (۱۷۱)

وہ اللہ کی وجی کے امانتدار، اس کے رسولوں کی آخری فرد، اس کی رحمت کا مژده بنانے والے اور اسکے عذاب سے ڈرانے والے تھے۔ اے لوگو! تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس (کے نظم و نسق کے برقرار رکھنے) کی سب سے زیادہ قوت (وصلایت) رکھتا ہو اور اسکے بارے میں اللہ کے احکام کو سب سے زائد جانتا ہو۔ اس صورت میں اگر کوئی فتنہ پر داز فتنہ کھڑا کرے تو (پہلے) اسے توبہ و بازگشت کیلئے کہا جائے گا۔ اگر وہ انکار کرے تو اس سے جنگ وجدال کیا جائیگا۔

اپنی جان کی قسم ہے اگر خلافت کا انعقاد تمام افراد امت کے ایک جگہ اکٹھا ہونے سے ہو تو اس کی کوئی سبیل ہی نہیں، بلکہ (اس کی صورت تو انہوں نے یہ رکھی تھی کہ) اس کے کرتا دھرتا لوگ اپنے فیصلہ کا ان لوگوں کو بھی پابند نہیں گے جو (بیعت کے وقت) موجود نہ ہونگے، پھر موجود کو یہ اختیار نہ ہو گا کہ وہ (بیعت سے) انحراف کرے اور نہ غیر موجود کو یہ حق ہو گا کہ وہ کسی اور کو منتخب کرے۔

دیکھو! میں دو شخصوں سے ضرور جنگ کروں گا: ایک وہ جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اسکی نہ ہو اور دوسرا وہ جو اپنے معاهدہ کا پابند نہ رہے۔ اے اللہ کے بندو! میں تمہیں تقویٰ و پرہیز گاری کی پہايت کرتا ہوں۔ کیونکہ بندے جن چیزوں کی ایک دوسرے کو ہدایت کرتے ہیں ان میں تقویٰ سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک تمام چیزوں کے نتائج سے بہتر و برتر ہے۔ تمہارے اور دوسرے اہل قبلہ کے درمیان جنگ کا دروازہ کھل گیا ہے اور اس (جنگ) کے جھنڈے کو وہی اٹھائے گا جو نظر رکھنے والا، (مصیبتوں پر) صبر کرنے والا اور حق کے مقامات کو پہنچانے والا ہو۔ تمہیں جو حکم دیا جائے اس پر عمل کرو اور جس چیز سے روکا جائے اس سے باز رہو اور کسی بات میں جلدی نہ کرو جب تک

(۱۷۲) وَمِنْ حَكَلَةً لَهُ عَلَيْهِ الْمَلَامُ
آمِينُ وَحْيِهِ، وَ خَاتَمُ رُسُلِهِ، وَ بَشِيرُ
رَحْمَتِهِ، وَ نَذِيرُ نِقَمَتِهِ.
أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ أَحَقَ النَّاسِ
بِهَذَا الْأَمْرِ أَقْوَاهُمْ عَلَيْهِ،
وَ أَعْمَمُهُمْ بِإِمْرِ اللَّهِ فِيهِ،
فَإِنْ شَغَبَ شَاغِبٌ اسْتَعْتَبْ،
فَإِنْ آبَى فُوتِلَ.

وَ لَعْمَرِنِي! لَعْنُ كَانَتِ الْإِمَامَةُ
لَا تَنْعَقِدُ حَتَّى يَحْضُرَهَا عَامَّةُ النَّاسِ،
فَنَبَأَ إِلَى ذَلِكَ سَبِيلٌ، وَ لِكِنْ آهُلُهَا
يَحْكُمُونَ عَلَى مَنْ غَابَ عَنْهَا،
ثُمَّ لَيْسَ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَرْجِعَ، وَ لَا
لِلْغَائِبِ أَنْ يَخْتَارَ.

آلا وَ إِنِّي أَقَاتِلُ رِجْلَيْنِ: رَجُلًا ادْعَى مَا
لَيْسَ لَهُ، وَ أَخْرَى مَنَعَ الْذِي عَلَيْهِ.

أُوصِيْكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِتَقْوَى اللَّهِ،
فَإِنَّهَا خَيْرٌ مَا تَوَاصَى الْعِبَادُ بِهِ،
وَ خَيْرٌ عَوَاقِبُ الْأُمُورِ عِنْدَ اللَّهِ،
وَ قَدْ فُتَحَ بَابُ الْحَرْبِ بَيْنَكُمْ
وَ بَيْنَ أَهْلِ الْقِبْلَةِ، وَ لَا يَحْمِلُ هَذَا الْعَلَمَ
إِلَّا أَهْلُ الْبَصَرِ وَ الصَّابِرِ وَ الْعَلِيمِ بِمَا أَعْصَى
الْحَقِّ، فَامْضُوا إِلَيْهَا ثُوَمَرْوَنَ بِهِ،
وَ قُفُوا عِنْدَ مَا ثَنَهُنَّ عَنْهُ، وَ لَا تَعْجَلُوا فِي

اسے توب سوچ جھنہ لو۔ ہمیں ان امور میں کہ جن پر تم ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہو، غیر معمولی انقلابات کا ندیشہ رہتا ہے۔

دیکھو! یہ دنیا جس کی تم تمنا کرتے ہو اور جس کی جانب خواہش و رغبت سے بڑھتے ہو، جو کبھی تم کو غصہ دلاتی ہے اور کبھی تمہیں خوش کر دیتی ہے، تمہارا (اصلی) گھر نہیں ہے اور نہ وہ منزل ہے جس کیلئے تم پیدا کئے گئے ہو اور نہ وہ جگہ ہے جس کی طرف تمہیں دعوت دی گئی ہے۔

دیکھو! یہ تمہارے لئے باقی رہنے والی نہیں اور نہ تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔ اگر اس نے تمہیں (اپنی آرائشوں سے) فریب دیا ہے تو اپنی براہیوں سے خوف بھی دلایا ہے۔ لہذا تم اس کے ڈرانے سے متاثر ہو کر اس سے فریب نہ کھاؤ اور اس کے خوفزدہ کرنے کی بنا پر اس کے طمع دلانے میں نہ آو۔ اس گھر کی طرف بڑھو جس کی تمہیں دعوت دی گئی ہے اور اس دنیا سے اپنے دلوں کو موڑلو۔

تم میں سے کوئی شخص دنیا کی کسی چیز کے روک لئے جانے پر لوئڈیوں کی طرح رونے نہ بیٹھ جائے۔ اطاعت خدا پر صبر کر کے اور جن چیزوں کی اس نے اپنی کتاب میں تم سے حفاظت چاہی ہے ان کی حفاظت کر کے اس سے نعمتوں کی تکمیل چاہو۔

دیکھو! اگر تم نے دین کے اصول محفوظ رکھے تو پھر دنیا کی کسی چیز کو کھو دینا تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا اور دین کو ضائع و بر باد کرنے کے بعد تمہیں دنیا کی کوئی ایسی چیز نفع نہ پہنچائے گی جسے تم نے محفوظ کر لیا ہو۔

خدا و ندیم ہمارے اور تمہارے دلوں کو حق کی طرف متوجہ کرے اور ہمیں اور تمہیں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

--☆☆--

أَمْرٌ حَتَّى تَتَبَيَّنُوا، فَإِنَّ لَنَا مَعَ كُلِّ أَمْرٍ
تُنْكِرُونَهُ غَيْرًا.

أَلَا وَ إِنَّ هَذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي أَضَبَحَتُمْ
تَتَمَنَّوْنَهَا وَ تَرْغِبُونَ فِيهَا، وَ أَضَبَحَتْ
تُغْضِبُكُمْ وَ تُرْضِيَكُمْ، لَيْسَتْ بِدَارِكُمْ، وَ
لَا مَنْزِلَكُمُ الَّذِي خَلَقْتُمْ لَهُ وَ لَا الَّذِي
دُعِينْتُمْ إِلَيْهِ،

أَلَا وَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِبَأْقِيَةٍ لَكُمْ وَ لَا
تَبْقَوْنَ عَلَيْهَا، وَ هِيَ وَ إِنْ عَرَثَكُمْ مِنْهَا
فَقَدْ حَذَرَكُمْ شَرَّهَا، فَدَعُوا غُرُورَهَا
لِتَحْذِيرِهَا، وَ اطْمَاعَهَا لِتَخْوِيفَهَا، وَ
سَابِقُوا فِيهَا إِلَى الدَّارِ الَّتِي دُعِينْتُمْ إِلَيْهَا، وَ
اُنْصَرِفُوا بِقُلُوبِكُمْ عَنْهَا.

وَ لَا يَخْنَنَ أَحَدُكُمْ خَنِينَ الْأَمَةِ عَلَى مَا
زُوِّيَ عَنْهُ مِنْهَا، وَ اسْتَتِبُوا نِعْمَةَ اللَّهِ
عَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ وَ الْمُحَافَظَةِ
عَلَى مَا اسْتَحْفَظَكُمْ مِنْ كِتَابِهِ.

أَلَا وَ إِنَّهَا لَا يَضُرُّكُمْ تَضْيِيقُ شَيْءٍ مِنْ
دُنْيَاكُمْ بَعْدَ حِفْظِكُمْ قَائِمَةً دِينِكُمْ،
أَلَا وَ إِنَّهَا لَا يَنْفَعُكُمْ بَعْدَ تَضْيِيقِ دِينِكُمْ
شَيْءٌ حَافَظْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ.
أَخَذَ اللَّهُ بِقُلُوبِنَا وَ قُلُوبِكُمْ إِلَى الْحَقِّ،

وَ الْهَمَنَّا وَ اِيَّاكُمُ الصَّابِرُ!

-----☆☆-----

مط جب "ستیفہ نبی سادہ" میں انتخاب کے مسلمہ میں اجماع ہوا اور ہاں لے یہ صدر کا ان لوگوں کو بھی پابند بنایا گیا جو اس موقع پر موجود نہ تھے اور یہ اصول قرار دے دیا گیا کہ جو انتخاب کے موقع پر موجود ہوا سے نظر ثانی اور بیعت سے انحراف کا کوئی حق نہ ہوگا اور جو موجود نہ ہو وہ طے شدہ فیصلہ کے آگے سر تسلیم ختم کرنے پر مجبور ہوگا۔ لیکن جب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ہاتھ پر اہل مدینہ نے بیعت کی تو امیر شام نے اس بنیاد پر بیعت کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ چونکہ انتخاب کے موقع پر موجود نہ تھا لہذا اس پر اس فیصلہ کی پابندی عائد نہیں ہوتی، جس پر امیر المؤمنین علیہ السلام نے ان مسلمات اور مقررہ اصول و شرائط کے مطابق اس خطبہ میں جواب دیا کہ جوان لوگوں میں طے پا کرنا قابل انکار نہ چکے تھے اور وہ یہ کہ جب اہل مدینہ اور انصار و مہاجرین میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو معاویہ کو اس بنا پر کہ وہ اس موقع پر موجود نہ تھا، بیعت سے انحراف کا حق نہیں پہنچتا اور نہ طلحہ و زیر بیعت کرنے کے بعد عہد شکنی کے مجاز ہو سکتے ہیں۔

حضرت نے اس موقع پر پیغمبر ﷺ کے کمی ارشاد کو کہ جو آپؐ کی خلاف پر نص قطعی کی حیثیت رکھتا ہوا اندلاع میں پیش نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ انکار کی وجہ اصول انتخاب کے طریق کار کی بنا پر تھی، لہذا موقع محل کے لحاظ سے انہی کے مسلمات کی رو سے جواب دینا یہی فریق خلاف کیلئے مسکت ہو سکتا تھا اور اگر نص رسولؐ سے اندلاع فرماتے تو اسے مختلف تاویلوں کی زد پر کھلیجا تا اور بات سمعنے کے بجائے بڑھتی ہی جاتی اور پھر حلت پیغمبرؐ کے فرائعد آپؐ دیکھ چکے تھے کہ باوجود قرب عہد کے تمام نصوص و ارشادات نظر انداز کر دیئے گئے تواب جبکہ ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے اس سے کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اسے تسلیم کرے گا، جبکہ قولِ رسولؐ کے سامنے من مانی کرنے کی عادت پڑ چکی تھی۔

